روزنامہ
الفضل ربوہ
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۴۲۵
ایڈیٹر: نسیم سیفی
جلد ۷۵/۴۰ | سوموار ۲۸ - جمادی الاوّل ۱۴۱۱ھ، ۱۷ فتح ۱۳۶۹ ہش، ۱۷ دسمبر ۱۹۹۰ء | نمبر ۲۳۵

اوّلین قربانیاں کرنے والوں کا پھل

"یہ آج انہیں اوّلین مجاہدین کی قربانیوں کا پھل ہے جو ہم کھا رہے ہیں اور یہ وہی تحریک ہے جو اب بڑھ کر ایک عظیم تناور درخت بن چکی ہے اور دنیا کے ۱۲۴ ممالک تک اس کی شاخیں پھیل چکی ہیں اور تنے بھی لگ چکے ہیں یعنی جڑیں بھی قائم ہو چکی ہیں"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے
ارشادات حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ تم پاک نہیں ہو سکتے جب تک کہ مَیں کسی کو پاک نہ کروں۔ تم اندھے ہو مگر جسے مَیں آنکھیں دوں۔ تم مُردے ہو مگر جسے مَیں زندگی عطا کروں۔ پس انسان کو چاہیئے کہ ہمیشہ دعا میں لگا رہے اور اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے کی سچی تڑپ اور سچی خواہش پیدا کرے اور خدا تعالیٰ کی محبّت کی پیاس دل میں پیدا کرے تا کہ پھر خدا تعالےٰ کا فیضان بھی اس کی نصرت کرے اور اسے قدرت نمائی سے اٹھائے۔ خدا تعالےٰ کی تلاش میں اور اس کی مرضی کے ڈھونڈنے میں فنا ہو جاوے تا خدا پھر اسے زندہ کرے۔ اور شربتِ وصال پلاوے۔ اور اگر انسان جلدی کرے گا اور خدا تعالیٰ کی چنداں پرواہ نہ کرے گا یا معمولی طور سے لاپرواہی کرے گا تو پھر یاد رکھو کہ خدا بھی غنی عن العالمین ہے۔"

(ملفوظات جلد دہم صہ ۲۸۰)

"دیکھو ایک کسان کیسی جانکاہی اور محنت سے ایک فصل تیار کرتا ہے مگر بعض اوقات ژالہ باری سے اور بعض اوقات امساکِ باراں کی وجہ سے اس کا فصل ضائع ہو جاتا ہے۔ مگر اس ناکامی پر ایسا اثر نہیں ہوتا کہ پھر آئندہ کے واسطے لوگ زراعت ہی ترک کر دیں۔ ہزاروں ہیں کہ باوجود ان ناکامیوں کے پھر بھی پورے زور سے کوشش کئے جاتے ہیں اور آخر اپنی کوششوں کے ثمرات سے مستفید بھی ہوتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد دہم صہ ۲۸۵)

خصوصی درخواست دُعا

محترم صاحبزادہ مرزا نعیم احمد صاحب جو دل کے عارضے کی وجہ سے علیل ہیں اسلام آباد سے واپس آ گئے ہیں۔ ڈاکٹروں نے چھ ہفتے کی دوائی دی ہے کمزوری بہت زیادہ ہے۔ احباب کرام سے مزید دعاؤں کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں شفائے کامل و عاجل عطا فرمائے۔

موصیان کرام!

آپ جب کبھی ربوہ آئیں تو دفتر وصیت سے رابطہ کریں اور اپنا حساب کتاب درست کروائیں تا کسی قسم کی کوئی دقت نہ پیش آئے۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز)

پرچہ امتحان چہارم ۱۹۹۰ء انصار اللہ

زعماء کرام مجالس انصار اللہ پاکستان آگاہ ہوں کہ سہ ماہی امتحان چہارم ۱۹۹۰ء کے پرچے تمام مجالس کو براہِ راست بجوا دیئے گئے ہیں۔ اگر کسی مجلس کو یہ پرچے نہ ملے ہوں تو اپنے ناظم صاحب ضلع سے رابطہ قائم کریں۔ اگر موصولہ پرچے ضرورت سے کم ہوں تو سادہ کاغذ پہ سوال نمبر لکھ کر پرچہ حل کر کے بھجوا دیں یا پرچہ سوالات کی فوٹو کاپی پر جوابات لکھ کر شریک امتحان ہو سکتے ہیں۔

یاد رہے کہ سہ ماہی چہارم کے امتحان کا نصاب مندرجہ ذیل تین کتابچوں پر مشتمل ہے۔

۱۔ منتخب قرآنی آیات۔
۲۔ " احادیث مبارکہ۔
۳۔ " تحریرات حضرت اقدس۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ انصار کو علم و فضل کے اس پروگرام میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔

(قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان ربوہ)

نیکوں کو نیکی کی جزا اور بدوں کو بدی کی سزا ملتی ہے

اقتباس از خطبہ جمعہ فرمودہ سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الاوّل) اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو

"مَیں نے بڑے بڑے نیک لوگ دیکھے ہیں ان میں سے ایک بزرگ کا ذکر ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے کاشت کرتے تھے۔ خدا رسیدہ تھے۔ جب کوئی حکام سے سفارش کے لئے کہتے تو اپنی سادگی سے جس حال میں ہوتے چل پڑتے۔ ایک دفعہ کسی غریب نے سفارش کے لئے عرض کیا۔ اس وقت کھیت کو پانی دے رہے تھے۔ اسی طرح کہی کندھے پر رکھے پاؤں گھٹنوں تک کیچڑ سے بھرے ہوئے کچہری چلے گئے۔ تحصیلدار جس کے پاس گئے تھے اس نے بدگمانی سے کام لیا وہ سمجھا یہ مکار آدمی ہے اس نے جھڑک دیا۔ آپ نے کہا اچھا! اب تم نے غصہ تو نکال لیا سفارش قبول کرو تو تحصیلدار نے پرواہ نہ کی بلکہ کہا جاؤ جی! تم جیسے کئی دیکھے ہیں۔ آپ واپس چلے گئے۔ ایک مولوی صاحب پاس بیٹھے تھے۔ انہوں نے تحصیلدار کو یقین دلایا کہ یہ ایسا ویسا آدمی نہیں۔ اس کے کہنے سننے سے تحصیلدار نے کہا۔ اچھا بلا لاؤ۔ وہ گئے اور عرض کیا۔ میاں صاحب آپ کو پہچانا نہیں۔ فرمایا۔ اب تو یہ معاملہ عرش تک پہنچ گیا۔ اب وہاں سے موڑنا میرا کام نہیں۔ انہوں نے کہا پھر کیا ہو گا۔ کہنے لگے تیسرے دن دیکھ لوگے۔ آخر یوں ہوا کہ وہ ایک مقدمہ میں گرفتار ہو گیا۔ تین برس بامشقّت قید کی سزا ہوئی۔ جیل خانہ سے تبدیل ہوئے اونٹ پر سوار کرایا گیا۔ گرا اور ہڈیاں ٹوٹ گئیں۔ غرض نیکوں کو نیکی کی جزا اور بدوں کو بدی کی سزا ملتی ہے۔ جزا و سزا کا مسئلہ برحق ہے جو اللہ اور رسول کو مان کر پھر بھی جرائم پیشہ ہیں وہ توبہ کریں تو اللہ تعالیٰ ان پر فضل کرے گا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱ جولائی ۱۹۱۳ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ
قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۷ فتح ۱۳۶۹ ہش — ۱۷ دسمبر ۱۹۹۰ء

عصبیّت اور خود غرضی

بیماری کی تشخیص نہ ہو سکنے کے باوجود اگر علاج شروع کر دیا جائے تو اسے ڈھکوسلہ تو کہہ سکتے ہیں علاج نہیں۔ ایسے علاج سے نفع کی بجائے نقصان کا زیادہ خطرہ ہوتا ہے۔ اسی لئے کہتے ہیں "نیم حکیم خطرہ جان" نیم حکیم کے پاس "علاج" تو ہوتے ہیں لیکن تشخیص کی قابلیت سے وہ محروم ہوتا ہے اور یہی بات اسے خطرناک بنا دیتی ہے اور مریض کو جان کے لالے پڑ جاتے ہیں۔

لیکن تشخیص صرف امراض ہی کی ضروری نہیں بلکہ ہر معاملہ کی جسے تنازعہ یا جھگڑا کہا جائے تدابیر اختیار کرتے رہئے۔ لیکن اگر یہی معلوم نہیں ہے کہ تنازعہ کی کنہ کیا ہے تو وہ تنازعہ ختم نہ ہو سکے گا۔ بعض صورتوں میں دب تو سکتا ہے لیکن ختم نہیں ہوگا۔ اور اگر تنازعہ کی بنیاد ختم نہ ہو تو اس کے کسی وقت بھی ابھرنے کا خطرہ رہے گا۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ لوگ تنازعہ کی ظاہرہ صورت پر نظر رکھ کر اسے ختم کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور وہ ختم ہو بھی گیا لگتا ہے۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد آتش فشاں کی طرح وہ پھٹ پڑتا ہے اور لوگ حیران رہ جاتے ہیں کہ یہ تنازعہ تو ختم کر دیا گیا تھا۔ پھر اب کیا ہوا۔ ہوا یہ کہ تنا کاٹ دیا گیا تھا۔ جڑ باقی تھی اور اس جڑ سے پھر یہ تنازعہ پھوٹ نکلا ہے۔

خلیج کے حالیہ تنازعہ کے سلسلے میں حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تفصیل کے ساتھ ایک خطبہ میں فرمایا ہے کہ اس جھگڑے اور دنیا کے دیگر سیاسی جھگڑوں کا اصل باعث وہ کچھ نہیں جو سامنے نظر آتا ہے بلکہ یہ عصبیت اور خود غرضی کی پیداوار ہے کہ اس قسم کے جھگڑے کھڑے ہو جاتے ہیں یا کھڑے کر دیئے جاتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا ہے کہ بڑی طاقتوں نے اب عصبیّتوں اور خود غرضیوں کے جغرافیہ ہی کی طرح نقشے بنائے ہوتے ہیں اور جہاں اور جب چاہتے ہیں ان عصبیّتوں اور خود غرضیوں کو ابھار کر فساد برپا کر دیتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا ہے کہ جب تک عصبیّت اور خود غرضی کا خاتمہ نہیں ہوتا یہ جھگڑے نمٹائے نہیں جا سکتے۔

حضور نے احباب جماعت سے فرمایا ہے کہ اپنے ماحول میں سیاسی لوگوں اور دانشوروں کو یہ بات سمجھانے کی کوشش کریں۔

جو قابلِ قبول ہو وہ بات کیجئے
الزام کی وگرنہ روایت ہے نادرست
غدّار آج وہ ہیں تو کل ہونگے آپ بھی
سچ تو ہے یہ یہ ساری حکایت ہے نادرست

ابو الاقبال

حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کا منظوم کلام

پھر دکھا دے مجھے مولا مرا شاداں ہونا
صحنِ خانہ کا مرے رشکِ گلستاں ہونا

اُن کے آتے ہی مرے غنچۂ دل کا کھلنا
اِس خزاں کا مری صد فصلِ بہاراں ہونا

خلقتِ اِنس میں ہے اُنس و محبّت کا خمیر
گر محبّت نہیں بیکار ہے اِنساں ہونا

قابلِ رشک ہے اس خاک کے پُتلے کا نصیب
جس کی قسمت میں ہو خاکِ درِ جاناں ہونا

رو کے کہتی ہے زمیں گر نہ سُنے نامِ خُدا
"ایسی بستی سے تو بہتر ہے بیاباں ہونا"

فعل دونوں ہی نہیں شیوۂ مردِ مومن
رونا تقدیر کو تدبیر پہ نازاں ہونا

للہ الحمد چلی رحمتِ باری کی نسیم
دیکھنا غنچۂ دل کا گُلِ خنداں ہونا

قدم آگے بڑھاتے جانا بھی ایک قسم کا وقف ہے

حضرت فضل عمر فرماتے ہیں:

"...... تمام لوگوں کا فرض ہے کہ وہ اپنی حیثیت کے مطابق تحریک جدید میں حصہ لیں۔ اسی حکمت کے ماتحت دفتر دوم قائم کیا گیا ہے ...... یہ بھی ایک قسم کا وقف ہے۔ جس میں ہر شخص یہ اقرار کرتا ہے کہ میری جان اور میرا مال ... حاضر ہے پس اپنی توفیق کے مطابق ہر شخص کو اس میں حصہ لینا چاہیئے۔ مرد بھی۔ عورتیں بھی۔ بچے بھی اور بوڑھے بھی۔ امیر بھی۔ غریب بھی۔ سب لوگوں کا فرض ہے کہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق تحریک جدید ...... میں شامل ہوں۔"

(وکیل المال اوّل تحریک جدید)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر

(اللہ تعالےٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے)

تلقین عمل

میں عیسائی دنیا کو دیکھتا ہوں کہ انہوں نے مشق کے ساتھ اب اپنے اندر سچائی کی اتنی عادت پیدا کر لی ہے کہ جہاں حکومت کی خاطر وہ ہر قسم کا جھوٹ بول لیتے ہیں وہاں جب ذاتیات کا سوال آتا ہے تو وہ جھوٹ نہیں بولتے۔ امریکہ کا کیریکٹر زیادہ اچھا ثابت نہیں ہوا۔ امریکہ کا کیریکٹر کمزور ہے۔ کیونکہ انہوں نے جلد ترقی کی ہے۔ اس لئے وہ اپنا کیریکٹر نہیں بنا سکا۔ لیکن یورپ نے آہستہ آہستہ ترقی کی ہے اور اس نے اپنا کیریکٹر بنا لیا ہے۔ اسی طرح جب تک ہماری جماعت بڑھی نہیں تھی۔ اس وقت تک اس کا بھی یہ حال تھا۔ احمدی کوئی بات کہہ دے تو لوگ اسے صحیح تسلیم کر لیتے تھے اور کہتے تھے کہ احمدی جھوٹ نہیں بولتے تھے۔ کسی جگہ کا ایک واقعہ ہے کہ ایک دوست احمدی ہوئے جن کا نام مُغلہ تھا ان کے تمام رشتہ دار ان کے سخت مخالف ہو گئے۔ اس علاقے کے لوگ چوری کو ایک فن سمجھتے ہیں اور پھر اس پر فخر کرتے ہیں۔ چنانچہ جتنا بڑا کوئی چور ہوگا۔ اتنا ہی وہ چوروں میں معزز ہوگا۔ مثلاً کہا جائے گا فلاں آدمی بڑا معزز ہے۔ اس لئے کہ فلاں موقعہ پر اس نے اتنی بھینسیں نکال لیں یا فلاں آدمی بہت معزز ہے کہ اس نے اتنی گائیں نکال لیں۔ اور پھر چوروں میں اس حد تک نظام قائم ہوتا ہے کہ ہر علاقے میں جو چند ضلعوں یا چند تحصیلوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ علاقے کے سب چور اس کی ہدایت پر عمل کرتے ہیں اور مال مسروقہ میں سے اس کا حصہ نکالتے ہیں۔ مغلہ ایسے ہی بادشاہوں میں سے ایک تھے جو بعد میں احمدی ہو گئے اور چوری سے انہوں نے توبہ کر لی۔ انہوں نے بتایا کہ علاقہ کے چور مال مسروقہ کا پانچواں یا دسواں یا بارھواں حصہ میرے گھر لاتے تھے اور وہ سنایا کرتے تھے کہ چوروں کے اندر ایسا نظام موجود ہے کہ بعض چوری کی ہوئی چیزوں کو دو دو تین تین سو میل تک پہنچا دیا جاتا ہے۔ ہر ایک جگہ کا اڈا مقرر ہوتا ہے اور پہلے سے ہی یہ طے ہوتا ہے کہ اگر کوئی مسروقہ چیز مشرق کے کسی علاقے کی طرف نکالنی ہے تو اتنے میل پر فلاں آدمی کو دے آؤ اور اگر مغرب کو مال نکالنا ہے تو چھ سات میل پر ایک دوسرے آدمی کو دے آؤ۔ اسی طرح شمال اور جنوب میں ایک آدمی مقرر ہوتا ہے۔ چور مخصوص حالات کے مطابق یہ فیصلہ کرتا ہے کہ مال فلاں طرف نکالا جائے۔ مثلاً اگر وہ دیکھتا ہے کہ جس کے ہاں چوری کی گئی ہے اس کی رشتہ داریاں مشرق میں ہیں تو وہ مسروقہ مال مغرب کی طرف بھیج دے گا اور اگر رشتہ داریاں مغرب میں ہیں تو وہ اسے مشرق کی طرف بھیج دیتا ہے۔ اسی طرح اگر اس کی رشتہ داریاں شمال کی طرف ہیں تو وہ مال جنوب کی طرف بھیج دے گا اور اگر رشتہ داریاں جنوب کی طرف ہیں تو وہ مال شمال کی طرف بھیج دے گا۔ مثلاً بیکانیر گورداسپور سے کتنی دور ہے لیکن ہمارے علاقے کا مسروقہ مال بیکانیر تک جاتا ہے۔ پھر چوروں میں ایک قسم کا نظام ہوتا ہے مثلاً ایک شخص اگر کوئی جانور چوری کرتا ہے تو وہ حالات کے مطابق اسے دس بارہ میل پر کسی مقررہ اڈے پر پہنچا دے گا اور اسے مثلاً دسواں حصہ قیمت کا مل جائے گا۔ پھر دوسرا آدمی اسے دوسرے اڈے تک پہنچا دے گا اور اسے دسواں حصہ قیمت کا مل جائے گا۔ اس طرح وہ ایک عام اندازہ لگا کر قیمت کے حصے کرتے جائیں گے اور آخری وقت اسے بیچ کر اپنا حصہ پورا کرے گا۔ ایک دفعہ سکھوں نے میری گھوڑیاں چرا لیں۔ اور پولیس نے میرے خیال میں انہیں تلاش کرنے کی کوشش کی۔ لیکن چونکہ پولیس والے ایسے معاملات میں مجرموں سے کچھ لے کر کھا پی بھی لیتے ہیں۔ اس لئے وہ سفارش بھی لے آئے کہ انہیں معاف کر دیں اور اپنی رپورٹ واپس لے لیں۔ یہ لوگ گھوڑیاں واپس دے دیں گے۔ ان کا خیال تھا کہ اگر انہوں نے معاف کر دیا اور پولیس نے اپنی رپورٹ واپس لے لی تو بعد میں گھوڑیاں غائب کر دی جائیں گی۔ میں نے کہا میں ایسا نہیں کروں گا۔ ہمارے وہ دوست میرے پاس پہنچے اور انہوں نے کہا میں نے سنا ہے کہ سکھوں نے آپ کی گھوڑیاں چرا لی ہیں۔ یہ لوگ سیدھی طرح تو گھوڑیاں واپس نہیں کریں گے۔ آپ اجازت دیں تو میں ان کی گھوڑیاں چوری کروا دوں۔ اس طرح وہ آپ کی گھوڑیاں واپس کر دیں گے۔ میں نے کہا آپ نے توبہ کی ہوئی ہے۔ آپ اپنی توبہ پر قائم رہیں۔ گھوڑیوں کی خیر ہے۔ اتفاقاً وہی چور جنہوں نے میری گھوڑیاں چرائی تھیں۔ ایک اور مقدمہ میں گورداسپور عدالت میں پیش ہوئے۔ مسٹر اوگلی۔ ڈی۔ سی کی عدالت میں وہ چور پیش ہوئے۔ وہ احمدیوں کے اخلاق کے بہت مداح تھے۔ کسی شخص نے انہیں بتایا کہ یہ لوگ بہت سخت ہیں۔ انہوں نے قادیان کے مرزا صاحب کی گھوڑیاں بھی چرا لی تھیں۔ جس مقدمے میں وہ چور عدالت میں پیش ہوا تھا۔ اس کی سزا ۲، سال سے ۷، سال تک ہو سکتی تھی۔ لیکن ڈی۔ سی نے مجرم کو مخاطب کر کے کہا تمہارے جرم اور حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں تم کو دو سال کی سزا دیتا ہوں اور پانچ سال مرزا صاحب کی گھوڑیاں چرانے کی سزا دیتا ہوں لیکن خدا تعالیٰ کی نظر میں یہ سزا ابھی کم تھی۔ سات سال کی قید کے بعد جب وہ چور رہا ہو کر گھر آیا تو اس کی غیر حاضری میں اس کی بیوی آوارہ ہو چکی تھی۔ اس نے اسے قتل کر دیا اور خود پھانسی پر چڑھ گیا۔

غرض جب کوئی شخص سچائی کے ساتھ کام کرتا ہے تو خدا تعالیٰ خود اس کا بدلہ لیتا ہے۔ مغلہ جب احمدی ہوئے تو قومی عادت یعنی چوری کو ترک کر دیا اور جھوٹ بولنا بھی چھوڑ دیا۔ کیونکہ یہ ابتدائی جرم ہوتا ہے۔ ان کے ماں باپ اور دوسرے رشتہ داروں نے ان کا بائیکاٹ کر دیا کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ مغلہ کافر ہو گیا ہے لیکن بعد میں پتہ لگا کہ ان کا لڑکا کافر ہو کر سچ بولنے لگ گیا ہے اور چوری بھی اس نے چھوڑ دی ہے۔ چور چوریاں کرتے تھے اور پولیس اور دوسرے لوگ ان کا تعاقب کرتے تھے۔ عدالتوں میں بات اور ہوتی ہے اور انسان وہاں جھوٹ بول کر گزارا کر لیتا ہے لیکن برادری یا پنچائت میں یہ بات مشکل ہوتی ہے کوئی اپنا قصور چھپا لے۔ عدالتوں میں بتانے والے لوگ نہیں ہوتے۔ اس لئے مجرم جو چاہے بیان دے لیکن برادری اور پنچائت میں وہ اگر جھوٹ بولے گا تو فوراً بعض واقف لوگ کھڑے ہو جائیں گے جو اس کا جھوٹ ظاہر کر دیں گے۔

حقیقت یہی ہے کہ آپس میں ملنے جلنے سے انسان کے اندر جوش اور عزم پیدا ہوتا ہے اور انسان اس سے فائدہ اٹھاتا ہے پس آپ اپنی جگہوں پر واپس جا کر اپنا نیک نمونہ پیش کریں۔ لوگوں کے سامنے نئی روح اور نئی زندگی پیش کریں اور دو چار دس آدمیوں میں وہی جوش اور وہی عزم پیدا کر دیں جو آپ نے چند دن یہاں رہ کر اپنے اندر پیدا کیا ہے پھر وہ لوگ دوسروں کے پاس جائیں اور ان کے اندر جوش اور عزم پیدا کریں۔ جب لوگ دیکھیں گے کہ یہ لڑکا آوارہ تھا ربوہ میں چند دن تربیت حاصل کرنے کے بعد آیا ہے تو اس نے آوارگی چھوڑ دی ہے وہ دین کی خدمت کر رہا ہے اور خدمتِ خلق میں مشغول ہے تو پانچ سات آدمی ضرور اس کے گرد جمع ہو جائیں گے۔ پس اگر تم نے ان چند دنوں سے فائدہ اٹھایا اور یہ روح اپنے اندر پیدا کر لی تو اچھی بات ہے اور تم نے اپنا مقصد حاصل کر لیا۔ لیکن اگر تم نے صرف کاپیوں میں اسباق کے نوٹ لئے ہیں تو یہ دن تم نے ضائع کئے ہیں۔ اِن سے زیادہ باتیں (—) تورات انجیل (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کی کتب میری کتب حضرت امام جماعت الاوّل کی کتب اور علمائے سلسلہ کی کتب میں موجود تھیں اور یہ کام تم گھر بیٹھ کر کر سکتے تھے۔ صرف میری کتابوں میں بھی اتنا مصالحہ موجود ہے کہ اس کے سامنے ہر نوٹ تمہیں حقیر نظر آئیں گے لیکن اگر تم نے ان چند دن کی صحبت سے فائدہ اٹھا لیا۔ تو یہ چیز تمہارے کام آئے گی خلوت میں اگر کتابیں پڑھی جائیں تو بسا اوقات مشوش دماغ ان سے کچھ حاصل نہیں کرتا لیکن اگر دوسروں کے ساتھ بیٹھ کر باتیں سنی جائیں وہ مفید ہو جاتی ہیں۔ پس آج میں صرف اتنی نصیحت کرتا ہوں کہ تم عمل کی طرف توجہ دو۔ باہر سے جو رپورٹیں آتی ہیں ان میں بتانا چاہیئے کہ خدام کی کیا حالت ہے لیکن جو عہدیدار لکھتا ہے کہ کوئی شخص ہماری بات نہیں مانتا میں اسے پاگل سمجھتا ہوں ہر ایک شخص کے کان ہیں پھر وہ تمہاری بات کیوں نہیں سنتا۔ گاندھی جی کھڑے ہوئے تو لوگ ان کے گرد جمع ہو گئے۔ اور یہ محض اس لئے کہ انہوں نے اپنا نمونہ دوسروں کے سامنے پیش کیا۔ تم بھی اپنا نمونہ پیش کرو۔ لوگ تمہاری بات ماننے لگ جائیں گے کسی کی بڑائی اور زندگی کا یہی ثبوت ہوتا ہے کہ وہ باقیوں کو کمتر دکھا دے لیکن جو لوگ اپنی بڑائی چاہتے ہیں اور کام کرنا نہیں چاہتے وہ اپنے

باقی صـ۴ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

نون۔ سین

سعودی عرب ـــ امریکی سفیر

خلیج کے علاقے میں فوجیں بھجواتے وقت امریکہ نے یہ سمجھا تھا کہ ساری دنیا عرب ممالک سمیت عراق کے خلاف ہے اور جب عراق متعدد ممالک کی فوجوں کے دستے خلیج میں دیکھے گا تو شاید بغیر کسی مزید دھمکی کے گھٹنے ٹیک دے گا۔ لیکن اقتصادی پابندیاں بھی کامیاب نہیں ہوئیں اور فوجوں کا وہاں اجتماع بھی عراق کو اپنے ارادے بدلنے پر مجبور نہیں کر سکا حتیٰ کہ اب امریکی یہ سوچ رہے ہیں کہ سعودی عرب میں امریکیوں کو سفر کرنے کی کم از کم اجازت دی جائے تاکہ انہیں بے وجہ خطرات مول نہ لینے پڑیں۔ اسی طرح مشرق وسطیٰ میں جہاں جہاں اس بات کا امکان ہے کہ فوجی تصادم کی مخالفت ہو ۔ وہاں امریکی سفارت کاروں کی تعداد خاصی کم کر دی جائے۔ جہاں تک برطانوی سفارت کاروں کا تعلق ہے انہوں نے تو پہلے ہی یہ ہدایات جاری کر دی ہیں کہ سعودی عرب نے خاص طور پر سعودی عرب کے مشرقی صوبے میں جہاں فوجیں جمع کی گئی ہیں زیادہ سفر نہ کیا جائے۔ انہوں نے برطانوی باشندوں کو یہ بھی کہا ہے کہ وہ اپنی چھٹیاں سعودی عرب میں گذارنے کی بجائے انگلستان میں گذاریں۔ اور زیادہ عرصہ سعودی عرب سے دور رہیں۔ البتہ یہ ہدایت اس وقت تک کے لئے ہے جب تک کہ خلیج کے تنازعہ کا کوئی فیصلہ نہیں ہو جاتا۔ برطانوی اور امریکی ہدایات جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ یہ اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل کی قرارداد کے معاً بعد دی گئی ہیں۔ اس قرارداد میں عراق کو ۱۵ جنوری تک کا وقت دیا گیا ہے کہ وہ کویت سے اپنی فوجیں نکال لے اور اس عرب ریاست سے اپنا تسلط ختم کر دے اور اگر وہ ایسا نہ کر سکا تو اس کے خلاف ہر قسم کی طاقت استعمال کی جا سکے گی اور یہ طاقت کا استعمال عالمی قوانین کے مطابق جائز ہو گا۔ اس قرارداد کے بعد بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہاں بیرونی ممالک کے باشندے ۱۵ جنوری تک تو بحفاظت قیام کر سکتے ہیں۔ امریکہ کا اپنے باشندوں کو سعودی عرب میں سفر کے متعلق ہدایت دینا اس بات کا مظہر ہے کہ وہاں کچھ نہ کچھ ہونے والا ہے۔ چنانچہ لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر کچھ ہونے والا نہیں تو یہ خوف کیوں پیدا کیا جا رہا ہے

اگرچہ اگست کے وسط ہی سے امریکہ کے سفر کا مشورہ دینے والی ایجنسیوں نے امریکی باشندوں کو مشرقی صوبے سے نکل جانے کا مشورہ دیا ہے اور ان علاقوں سے بھی جو کویت کی سرحدوں کے قریب ہیں اور جہاں فوجیں جمع کی جا رہی ہیں ان مشوروں کے مطابق اب تک چھ سے سات ہزار امریکن یا تو ملک چھوڑ گئے ہیں یا چھٹیوں پر جانے کے بعد واپس نہیں آئے اب امریکہ اس بات کا بھی اعلان کر رہا ہے کہ ایسے لوگ جن کی کام کے لحاظ سے وہاں زیادہ ضرورت نہیں ہے وہ بھی ملک چھوڑ جائیں۔ عنقریب یہ ہدایت دئے جانے کا بھی سوچ رہے ہیں کہ وسطی صوبے سے بھی جس میں ریاض بھی شامل ہے امریکی باشندے چلے جائیں۔ سفارت کاروں کی تعداد کم کرنے کا بھی یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ عراق اور امریکہ میں جنگ کا امکان بڑھتا جا رہا ہے خاص طور پر اردن اور یمن سے سفارت کاروں کو نکال لینے کی تجویز زیر غور ہے کیونکہ یہ دونوں علاقے پوری طرح امریکہ کے ساتھ نہیں ہیں۔ بحرین، متحدہ عرب امارات اور قطر سے بھی امریکی باشندوں کو نکال لینا بھی زیر غور ہے۔

اگرچہ سعودی عرب میں امریکی سفارت کار یہ باتیں کھل کر نہیں کر رہے اور کسی کو اپنی ان تجاویز یا ہدایات کے متعلق کچھ بتانا نہیں چاہتے لیکن یہ باتیں بھلا کب چھپی رہ سکتی ہیں وہ صرف اتنا کہتے ہیں کہ ہم بعض اہم امور پر غور کر رہے ہیں۔

جاپانی صحافی ـــ خلا میں

ہم اپنے قارئین کو بتا چکے ہیں کہ ایک روسی خلائی جہاز میں ایک جاپانی صحافی بھی سفر کریں گے۔ اس جاپانی صحافی کے سفر کے لئے جاپانی کمپنی نے دس ملین ڈالر روس کو دئے ہیں۔ کہتے ہیں کہ کچھ عرصے سے روس کے لئے خلائی سفروں کے اخراجات برداشت کرنا مشکل ہو رہے ہیں۔ چنانچہ گذشتہ دو تین سال سے وہ مختلف بنیادوں پر دوسرے ممالک سے روپیہ حاصل کر رہے ہیں لیکن کسی شخص کو روپیہ لے کر خلا میں لے جانے کا یہ پہلا موقعہ ہے۔ اس جاپانی مرد کے ساتھ ایک عورت کو بھی تیار کیا گیا تھا لیکن بعد میں فیصلہ یہی کیا گیا کہ پہلے اس مرد کو لے جایا جائے اور اس کے بعد پھر کسی وقت عورت کو بھی موقعہ دیا جائے۔ اس عورت کا گذشتہ ہفتے اپنڈکس کا اپریشن بھی ہوا ہے۔ اب گذشتہ سوموار کے روز روسی خلائی جہاز اس صحافی کو لے کر خلا میں روانہ ہو گیا ہے۔ یہ صحافی آٹھ دن تک اپنا سفر مکمل کر لے گا۔ یہ صاحب اپنے ساتھ کچھ مینڈک بھی لے کر گئے ہیں۔ جن پر کچھ تجربات کئے جائیں گے۔ ان آٹھ روز کے دوران امید ہے ایک دو دفعہ وہ خلا سے زمینی لوگوں کو مخاطب بھی کریں گے۔ اور اپنے سفر کی رپورٹ پیش کریں گے۔ انہیں اس سٹیشن پر جا کر ٹھہرنا ہے جسے میر (MIR) کا نام دیا گیا ہے اور وہیں سے یہ تقریریں بھی کریں گے یعنی اپنی رپورٹیں بھیجیں گے۔ جہاں تک روسی خلا بازوں کا تعلق ہے جن کے سربراہ کرنل وکٹر آفاناسیئف (AF-ANA SYEF) ہیں اور ان کے ساتھی موسیٰ مانا روف ہیں وہ میر ۲ کمپلکس پر ۱۶۹ دن گزاریں گے۔ اس سے قبل مانا روف نے ۳۶۶ دن خلا میں رہ کر ایک ریکارڈ قائم کیا تھا۔ میر کا موجودہ خلائی عملہ گناڈی مانا کوف اور گیناڈی سٹریکالوف (STRE-KALOV) اگست سے اس پر موجود ہیں اور یہ دونوں جاپانی صحافی آکی یاما کے ساتھ واپس زمین پر آئیں گے۔ نئے عملے کو ڈربنٹ (DERBENT) کا نام دیا گیا ہے۔ یہ خلائی فزکس، حیاتیات اور طب سے متعلق تجربے کریں گے اور زمین کے مختلف حصوں کی تصاویر بھیجیں گے۔ یہ خلا میں کئی دفعہ چہل قدمی بھی کریں گے اور اس چہل قدمی کا اصل مقصد یہ ہو گا کہ کوانٹ ۲ ماڈیول (KAVANNT 2 MODULE) میں جو پہلے خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں ان کی مرمت کی جائے۔ یہ ماڈیول میر سٹیشن کے چار حصوں میں سے ایک ہے۔ اس سے بھی پہلے جو لوگ خلا میں موجود تھے۔ انہوں نے بھی اسی طرح چہل قدمی کی تھی اور مرمت کا کام بھی کیا تھا۔

مئی ۱۹۹۱ء میں بھی جو خلائی سفر کیا جائے گا اس کے لئے روپیہ کی خاطر ایک برطانوی خلا باز کو ساتھ لے جایا جائے گا اور اگلے سال کے آخیر پر ایک آسٹرین ان کے ساتھ جائے گا۔ جہاں تک ۱۹۹۲ء کے خلائی سفروں کا تعلق ہے ان میں جرمنی اور فرانس کے افراد ساتھ لے جائے جائیں گے۔

جب جاپانی صحافی آکی یاما کا جہاز اڑنے والا تھا تو ان کی بیوی وہاں موجود تھیں اور ان کے ساتھ ہی وہ خاتون بھی جنہیں پہلے آکی یاما کے ساتھ جانے کے لئے تیار کیا گیا تھا اور جن کا نام ریاکوکی کوچی (RYOKOKIKUCHI) ہے۔ اس اڑان کی خوب خوب تشہیر کی گئی۔ جاپان میں بھی اور امریکہ میں بھی ٹی۔ بی۔ ایس ٹیلیویژن جس کے آکی یاما ایک کارکن ہیں نے یہ منظر عوام الناس کو دکھانے کے لئے شہر کی مختلف سڑکوں پر ٹیلیویژن سیٹ لگا دئے تھے اور اس کے بعد ٹیلیویژن سیٹ پر انٹرویو بھی دکھائے گئے۔ ایک شخص جو ادھیڑ عمر کا ہے۔ اس نے کہا کہ میرے لئے تو یہ ایک خواب ہے۔ ایک عورت نے انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ میں ایک جاپانی کے خلا میں جانے سے بہت متاثر ہوئی ہوں۔ جاپانی سائنس اور ٹیکنالوجی ایجنسی کے ڈائریکٹر جنرل نے کہا کہ میں آج پہلا جاپانی خلا باز دیکھ رہا ہوں اور میں اس کی کامیابی کے لئے تہ دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ٹی۔ بی۔ ایس کے صدر انزومی اناکانے کہا کہ جب میں نے راکٹ کو مستقل مزاجی سے اوپر جاتے دیکھا تو میں بہت متاثر ہوا۔ میں دعا کرتا ہوں کہ وہ بغیر کسی مشکل کا سامنا کئے واپس آجائے۔

بقیہ: ص ۳ سے آگے

آپ کو اونچا کرنے کی بجائے باقیوں کو ذلیل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ برا طریق ہے اس سے بچنا چاہیئے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ نوجوانوں کی سستی اور غفلت سے مرکز کو مطلع نہ کیا جائے۔ ایسا ضرور کریں لیکن ایسی بات لکھتے وقت یہ دیکھ لینا چاہیئے کہ کہیں یہ بات اپنے آپ کو بڑھانے اور دوسروں کو ذلیل کرنے کے لئے تو نہیں۔ پس ماننے والے موجود ہیں۔ سننے والے موجود ہیں بشرطیکہ کوئی منوانے والا اور سنانے والا ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کام کی باتیں

○ ایک صاحب احمدیہ جماعت انگلستان کے جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے گئے وہاں انہیں مجلس شوریٰ کے ایک اجلاس میں بھی شرکت کا موقعہ ملا۔ شوریٰ کے ایک اجلاس میں چائے پیش کی گئی اور چائے ایسی ٹرے میں پیش کی گئی جس میں ایک سوراخ میں چائے کا گلاس رکھا ہوا تھا۔ انہوں نے جب وہ ٹرے پکڑی تو انکی ایک انگلی گلاس کو اس طرح لگی کہ وہ ساری چائے انکی شلوار اور اچکن کے اوپر گر گئی۔ اچکن تو خیر نسواری رنگ کی تھی پتہ نہ چلا چائے اس میں جذب ہو گئی لیکن جہاں تک شلوار کا تعلق ہے وہ ساری کی ساری ایک طرف سے رنگ دار ہو گئی۔ وہاں پانی بھی میسر نہیں تھا کہ فوری طور پر جاکر اسے دھو لیتے چنانچہ چائے کا رنگ سوکھ گیا اور انہیں انگلستان کے قیام کے دوران پھر وہ شلوار پہننے کا موقعہ نہ ملا۔ اسی طرح بکس میں رکھ کر واپس لے آئے یہاں جب بیگم نے بکس کھولا تو اس شلوار کو دیکھ کر حیران رہ گئیں پوچھا یہ کیا؟ کہنے لگے بس چائے گر گئی تھی داغ اتر نہیں سکتا تھا اس لئے اسی طرح بکس میں رکھ دی۔ بیگم نے جلدی سے کچھ آلو لئے اور انہیں چھلکوں سمیت کاٹ کر پانی میں ڈال کر چولھے پر رکھ دیا۔ جب آلوؤں کا پانی میں خاصا اثر نکل آیا تو اس شلوار کو اس پانی میں ڈبو دیا اور کچھ دیر بعد شلوار کو دوسرے پانی سے دھو لیا اور وہ بالکل صاف ہو گئی۔ اب یہ صاحب بڑے حیران کہ واہ! اسکا تو مجھے پتہ ہی نہ تھا۔ بیگم کہنے لگیں ایسی باتوں کا آپ کو کیوں پتہ ہو گا۔ یہ باتیں تو ہمارے ہی کرنے کی ہیں۔ دیکھئے شلوار پھر ٹھیک ٹھاک ہو گئی ہے۔

○ وہ تو باہر سے آئے تھے اور وہاں وہ نمک استعمال کرتے تھے جو پلاسٹک کی ایسی بوتل میں ہوتا ہے جس کے اوپر ایک مرغ کی تصویر ہوتی ہے۔ اور اس بوتل میں سے نمک نہایت آسانی کے ساتھ نکلتا ہے۔ یہاں چائے پینے لگے تو کہنے لگے کہ بھئی میں تو پھیکی چائے پیتا ہوں لیکن تھوڑا سا نمک دے دیں وہ ڈال لونگا۔ نمک دانی جب انکے پاس رکھی گئی تو انہوں نے چائے میں نمک ڈالنے کی کوشش کی وہ نمک دانی کو ہلاتے رہے نمک ہی نہ نکلے پھر انہوں نے میز پر دو تین دفعہ مارا پھر تھوڑا سا نمک نکلا تو گھر والے کہنے لگے بات یہ ہے کہ برسات کا موسم ہے نا نمک میں نمی آجاتی ہے۔ وہ مسکرائے کہنے لگے بات تو ٹھیک ہے لیکن آپ کو ایک بات بتاؤں اگر آپ اس نمک دانی میں نمک کے ساتھ چاولوں کے چند دانے ڈال دیں تو آپ دیکھیں گے کہ اس نمک پر نمی کوئی اثر نہیں کرے گی اور یہ نمک نمک دانی سے نہایت آسانی کے ساتھ نکلے گا وہ ہنسے اور کہنے لگے کہ اچھا یہ تو بڑی اچھی ترکیب ہے۔ چاولوں کا کیا ہے ہم پانچ سات دانے چاول اس میں ڈال دیں گے چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

○ پچھلے ہفتے گھر میں کباب بنائے تھے۔ آج کیک بنانے کا پروگرام تھا۔ ساری چیزیں میز پر رکھ لیں جب ڈبے سے میدہ نکالا تو یوں معلوم ہوا کہ اس میں گلٹیاں ہیں۔ گویا کہ نمی سے میدے میں گلٹیاں بنی ہوئی تھیں میدے کو مسل کر ٹھیک کر لیا۔ میدہ ٹھیک تو ہو گیا لیکن کچھ بدمزگی سی پیدا ہو گئی کہ کیک کے لئے جس قسم کا میدہ چاہیئے تھا جتنا خشک اور صاف میدہ چاہیئے تھا ویسا نہیں ملا۔ اس وقت جو سہیلی اپنا دوپٹہ رنگوانے کے لئے آئی ہوئی تھی۔ وہ کہنے لگی میدے میں نمی آگئی ہے نا۔ موسم کی بات ہے لیکن اگر آپ سیاہی چوس کا چھوٹا سا ٹکڑا ڈبے میں رکھ دیں تو یہ نمی میدے پر اثر انداز نہیں ہو گی۔ سیاہی چوس اس نمی کو چوستا رہے گا اور میدہ بالکل صاف اور خشک رہے گا۔ خیر یہ تو اگلی دفعہ کیا جائے گا۔ اس دفعہ تو جیسا کیسا بھی میدہ ہے اسی کا کیک بنا لیتے ہیں۔

○ سالن میں بھلا کون کون سی چیز ضرورت سے زیادہ ہو سکتی ہے۔ پانی زیادہ ہو سکتا ہے۔ اتنا پانی کہ سالن پھیکا لگے۔ نمک زیادہ ہو سکتا ہے۔ مرچ زیادہ ہو سکتی ہے۔ پانی زیادہ ہو تو زیادہ دیر آگ پر رکھیں پانی سوکھ جائے گا کم ہو جائے گا۔ نمک زیادہ ہو تو آپ نے پہلے بھی سنا ہے کہ آٹے کا پیڑا اس میں ڈال دیں۔ لیکن اگر مرچ زیادہ ہو تو کیا کریں اگر آپکے سالن میں مرچ زیادہ ہو گئی ہے تو آپ تھوڑا سا دہی لے کر اس میں پھینٹ دیں مرچ کم ہو جائیگی یا ٹماٹر مسل کر اس میں ڈال دیں اس سے بھی مرچ کم ہو جائیگی۔ کھٹائی ڈالنے سے بھی مرچ کم ہو جاتی ہے۔ کوئی سی کھٹائی ہو وہ ڈال دیں مرچ کم ہو جائے گی۔ اگر سالن خشک ہے اور اس میں مرچ زیادہ ہو گئی ہے تو پھر آپ کیا کریں۔ پھر تو ان ساری چیزوں میں سے کوئی چیز بھی ڈال کر صحیح نتیجہ حاصل نہیں کیا جا سکتا اس صورت میں آپ لیموں کا رس سالن میں ڈالیں اور سالن کو ذرا اچھی طرح ہلائیں ہلانے سے لیموں کا رس سارے سالن کے ساتھ مل جائے گا۔ اور مرچ کم ہو جائے گی کر کے دیکھیں یہ نہیں کہ ہم سے بات سن لی اور بس پھر کسی دن جان بوجھ کر مرچ زیادہ ڈال دیں اور پھر ہمارا امتحان لیں۔ دیکھیں کہ دہی ڈالنے سے یا ٹماٹر مسل کر ڈالنے سے یا کھٹائی ڈالنے سے مرچ کم ہوتی ہے یا نہیں۔ لیکن اگر مرچ کم نہ ہو تو خاموش رہیئے۔ ہمیں کچھ نہ کہیئے ہم نے بھی سنا ہی ہے اور آپ کو بتا دیا ہے یہ نہیں کہ ہم نے بھی مرچ واقعی کم کر کے دیکھی ہے ہم تو مرچ زیادہ ڈالتے ہی نہیں بلکہ کھاتے ہی بہت کم ہیں۔ اتنی کم کھاتے ہیں کہ زیادہ ڈالنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(ن۔س)

امان اللہ امجد

سادہ زندگی

جیسا کہ اکثر احباب جانتے ہیں کہ امسال خلیج کے بحران کی وجہ سے پوری دنیا میں مہنگائی کی ایک شدید لہر دوڑ گئی ہے جس نے تیسری دنیا کے ممالک میں بسنے والے عوام کے معیارِ زندگی کو بری طرح متاثر کیا ہے۔ چنانچہ بین الاقوامی مارکیٹ میں خلیج کے بحران اور کویت سے پاکستانیوں کی بڑی تعداد میں واپسی نے ہمارے ملک کو یکلخت تین چار ارب ڈالر کے خسارہ کی طرف دھکیل دیا۔ اور حکومت کو مختلف ضروریاتِ زندگی کی قیمتوں میں اضافہ کرنا پڑا جس سے عوام کی قوتِ خرید بری طرح متاثر ہوئی اور اسی تسلسل سے ان کی مشکلات اور مسائل میں بے پناہ اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔

مسائل کا حل

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان مسائل کا حل کیسے تلاش کیا جائے جو ایک عام آدمی کو پیش آ رہے ہیں۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے ضرورت اس امر کی ہے کہ موجودہ حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے کفایت شعاری اور بچت کے اصولوں پر عمل کیا جائے اور اسی طرح صحیح معنوں میں سادہ زندگی اختیار کی جائے۔ حضرت فضل عمر نے جب ۲، نومبر ۱۹۳۴ء کو تحریک جدید کے بابرکت دور کا آغاز فرمایا تو سب سے پہلے احبابِ جماعت سے یہی مطالبہ کیا کہ وہ نہ صرف اپنے رہن سہن میں بلکہ ہر شعبہ زندگی میں سادگی اختیار کریں تاکہ مستقبل میں اگر کبھی مشکلات پیش آئیں تو جماعت اس کا مقابلہ کرنے کے لئے پہلے ہی سے تیار ہو۔ موجودہ دور میں سادہ زندگی کی اہمیت اور بھی بڑھ چکی ہے۔ آج ہمارے اخبارات میں عوام کے راہنما پکار پکار کر انہیں سادگی کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔ چنانچہ مورخہ ۲، دسمبر ۹۰ء کو روزنامہ جنگ میں ایک بڑا اشتہار ان الفاظ سے شائع ہوا۔

ان جانثاروں کی ضرورت ہے
ستاروں پر جو ڈالتے ہیں کمند

مہنگائی کی موجودہ لہر کا مقابلہ کرنے کے لئے اس اشتہار میں عوام سے یہ مطالبہ کیا گیا کہ

کیا آپ اگلے چند سالوں میں دال کھا کر، موم بتی جلا کر، ہاتھ سے پنکھا جھل کر، پیدل سفر کر کے، کھدر پہن کے زندہ رہنے کے لئے تیار ہیں۔

یہ اشتہار پڑھ کر مجھے بے اختیار حضرت (امام جماعت الثانی) کے وہ ارشادات یاد آگئے جس میں آپ نے احباب جماعت کو سادہ زندگی کی طرف شدت سے توجہ دلائی۔

ایک سالن کا استعمال

بعض لوگ ضرورت سے زیادہ قسما قسم کے کھانے استعمال کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے فرمایا۔

"جن کے کھانوں میں تنوع پایا جاتا ہے ایسے لوگ مالی یا جانی کسی قسم کی قربانی نہیں کر سکتے۔ جب تک اپنے حالات میں تبدیلی نہ پیدا کر لیں۔ کھانے میں سادگی پیدا کی جائے۔ ایک سے زیادہ سالن نہ استعمال کیا جائے۔ ہر احمدی جو اس جنگ میں ہمارے ساتھ شامل ہونا چاہے یہ اقرار کرے کہ آج سے صرف ایک سالن استعمال کرے گا۔"

آئندہ امن کی بنیاد

"سادہ زندگی کی تحریک کوئی معمولی نہیں بلکہ دراصل دنیا کے آئندہ امن کی بنیاد اسی پر ہے۔"

اقتصادی پہلو

"دوسرا پہلو اس مطالبہ کا اقتصادی

باقی ص ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نوشابہ عزیز

بچوں اور والدین کے تعلقات

بہت سے والدین بچوں کی پرورش کے دوران تربیت کے اس اہم عنصر کو نظر انداز کر دیتے ہیں کہ ان کے اور بچوں کے درمیان تعلقات تسلی بخش ہیں یا نہیں، اور آئندہ زندگی میں بچوں پر اس کے اثرات کس قسم کے ہو سکتے ہیں۔

بہت سے والدین یہ سمجھتے ہیں کہ بچوں کو کھلا پلا کر بڑا کرنا، تعلیم دلوانا اور زیادہ سے زیادہ آئندہ زندگی میں کوئی بہتر ذریعۂ روزگار مہیا کر دینے سے انہوں نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ حالانکہ اس کے علاوہ بظاہر بہت معمولی مگر درحقیقت بہت دیرپا اور دور رس اثرات رکھنے والے عوامل بھی ہیں۔ جن کی اہمیت سے بہت کم والدین واقف ہوتے ہیں۔ ذیل میں چند ایک نامناسب تربیت کے طریقوں کا ذکر کیا جا رہا ہے جو کہ بدقسمتی سے ہمارے معاشرے میں بہت سے والدین بچوں کے ساتھ روا رکھتے ہیں جن کی اصلاح بہت ضروری ہے۔

بہت سے ماں باپ بچوں کو بری طرح نظر انداز کر دیتے ہیں۔ بچوں کی جسمانی صحت کا خیال مناسب طور پر نہیں کیا جاتا، محبت اور شفقت سے محرومی، بچوں کی سرگرمیوں اور کامیابیوں سے عدم دلچسپی، معمولی غلطیوں پر سخت سزائیں اور بچوں کے حقوق و جذبات کا خیال نہ رکھنا، اس سے بچوں میں احساسِ کمتری اور خود حقیری کے خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ جنہیں گھر میں توجہ نہ ملے، جارحیت پر اتر آتے ہیں، گھر کے اندر اور باہر لڑائی جھگڑے کی فضا پیدا کر دیتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں وہ لوگوں میں ناپسندیدہ گردانے جاتے ہیں اور محبت سے محروم اور عدم تحفظ کا شکار رہتے ہیں۔

اس کے برعکس ہمارے معاشرے میں ایسے والدین کی بھی کمی نہیں جو اپنے بچوں کو کڑی نگرانی میں رکھتے ہیں۔ ایسے والدین بچوں کی پرورش کو اپنے لئے خود ہی دردِ سر بنا لیتے ہیں۔ معمولی سی بیماری پر دواؤں کی بھرمار کر دیتے ہیں۔ ایک چھینک پر اسے گرم کپڑوں اور سوئٹروں سے لاد دیتے ہیں۔ جس سے بچہ نہ صرف کمزوری اور دیگر جسمانی عوارض کا شکار ہو سکتا ہے بلکہ کئی قسم کے نفسیاتی مسائل سے بھی دوچار ہو سکتا ہے۔

وہ والدین جو بچوں کو معمولی محنت و مشقت سے بھی بچاتے ہیں۔ ہر لمحہ آرام و آسائش بہم پہنچانا اپنا فرض سمجھتے ہیں ان کے بچے آئندہ زندگی کی معمولی تلخیوں کے سامنے بھی ہمت ہار دیتے ہیں۔ بعض والدین بچوں کی تربیت اور پرورش کے لئے کچھ اصول و ضوابط وضع کر لیتے ہیں۔ جن کی سختی سے پابندی کی جاتی ہے اور بچوں کو بھی سختی سے ان اصولوں پر چلایا جاتا ہے جن سے انحراف کی بچوں کو قطعاً اجازت نہیں ہوتی۔ یہ اصول عموماً کسی مخصوص خاندانی، مذہبی، معاشرتی یا اخلاقی اقدار کی سربلندی کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ ایسے بچے بظاہر بہت مہذب کردار کے مالک ہوتے ہیں مگر درحقیقت ہر لمحہ خوفزدہ رہتے ہیں۔ معمولی سے کام کے لئے بھی دوسروں پر انحصار کرتے ہیں اور ہمیشہ ماتحت رہتے ہیں۔

ہمارا موجودہ معاشرہ جس تیزی سے مشینی ہوتا جا رہا ہے اسی تیزی سے لوگوں کی سوچ بھی مشینی ہوتی جا رہی ہے۔ والدین یہ سوچے بغیر کہ ان کے بچے میں اتنی صلاحیت ہے یا نہیں، ان کے لئے نہایت بلند مقاصد متعین کر دیتے ہیں۔ ظاہر ہے جب بچے کی ذہنی سطح یا رجحان اس طرح نہیں ہے جس طرح والدین چاہتے ہیں تو اکثر ناکامی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جس سے بچہ نہ صرف والدین اور عزیز و اقارب کی سرزنش کا سزاوار ٹھہرتا ہے بلکہ اپنے آپ کو بھی مجرم گردانتے ہوئے احساسِ کمتری میں مبتلا ہو جاتا ہے اور مستقل کشمکش کا شکار رہتا ہے۔ مثلاً ایک بچہ جس نے اپنی کلاس میں تیسری پوزیشن حاصل کی تو اس کو برا بھلا کہا جائے کہ اس نے تیسری پوزیشن کیوں حاصل کی اور اگر وہ اگلی بار دوسری حاصل کرتا ہے تو اسے سرزنش کی جائے کہ اس نے پہلی پوزیشن کیوں نہ حاصل کی۔ جس سے وہ مستقل دباؤ کا شکار رہتا ہے۔

ضروری نہیں کہ بلند مقاصد ہی بچے کے لئے پریشانی کا باعث بنیں، بلکہ بعض والدین اپنے بچوں کو اس حد تک کمتر گردانتے ہیں اور ان کا معیار اتنا نیچا رکھتے ہیں کہ ان کی اعلیٰ صلاحیتیں ہمیشہ کے لئے دب کر رہ جاتی ہیں۔ مثلاً اگر کسی بچے کو معمولی کوتاہی پر پڑھائی سے یہ کہہ کر ہٹا لیا جائے کہ اس نے پڑھ لکھ کر کونسا افسر بننا ہے اور اسے نکما کہتے ہوئے دکان یا ورکشاپ پہ کام کرنے کو کہا جائے۔ جس سے بچے کی صلاحیتوں کو نہ صرف نقصان پہنچتا ہے بلکہ اس کی عزتِ نفس بھی مجروح ہوتی ہے۔ اور زندگی میں کسی قسم کا مقابلہ کرنا اور کچھ حاصل کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ یہ کہتے ہوئے مجھے اپنی میٹرک کے دور کی ایک ٹیچر یاد آ رہی ہیں جو حساب پڑھاتی تھیں اور ہمیشہ کہتی تھیں کہ تم حساب میں کبھی پاس نہیں ہو سکتی، انہوں نے حساب میں میرا معیار اتنا پست رکھا تھا کہ واقعتاً حساب میرے لئے ایک مسئلہ بنا رہا اور اب بھی میں جب حساب کا کوئی معمولی سا سوال دیکھتی ہوں تو پریشانی لاحق ہو جاتی ہے اور چھوٹے سے بچے کے سامنے بھی خود کو نااہل محسوس کرتی ہوں۔ حالانکہ اب جب میں حقیقت کی نظر سے دیکھتی ہوں تو میرا خیال ہے کہ حساب تو بہت ہی آسان ہے مگر میں پھر بھی اس سے خوفزدہ ہوں۔ اگر مجھے حساب میں نااہل اور نکما نہ سمجھا جاتا تو کیا بعید کہ آج میں نفسیات کی بجائے حساب کی ماہر ہوتی۔ غرض بچوں سے ایسے مطالبے نہیں کرنے چاہئیں جو ان کی صلاحیتوں سے بڑھ کر یا کمتر ہوں۔

بچے کی تربیت میں ایک اہم عنصر جسے اکثر نظر انداز کر دیا جاتا ہے وہ نظم و ضبط اور ڈسپلن ہے۔ نظم و ضبط کے فقدان سے بچے نہ صرف جارح ہو جاتے ہیں اور بگڑ جاتے ہیں بلکہ معاشرے کے لئے نقصان دہ بھی ہو سکتے ہیں۔ اس کے برعکس اگر بچوں کو سخت قسم کے ڈسپلن کا عادی بنایا جائے تو وہ بھی نقصان دہ ہوتا ہے۔ ایسے بچے نہ صرف خوفزدہ رہتے ہیں اور زندگی میں کوئی کام خود نہ کرنے کے عادی ہو جاتے ہیں۔ بلکہ دوسروں کے ساتھ ان کے تعلقات غیر دوستانہ ہوتے ہیں۔ اگر بچوں کو سخت قسم کا ڈسپلن اختیار کرنے پر مجبور کیا جائے تو وہ ہمہ وقت سنجیدہ رہتے اور اپنی معصوم شرارتوں کو کنٹرول کرنے کی فکر میں رہتے ہیں اور معمولی غلطی پر بھی احساسِ جرم کا شکار ہو جاتے ہیں۔

ڈسپلن کے ضمن میں ایک اہم بات سزا اور انعام کا معیار مقرر نہ ہونا ہے۔ یہ بات اکثر مشاہدے میں آئی ہے کہ والدین بچوں کو کوئی غلط حرکت کرنے سے منع کرتے ہیں تو دوسرے ہی لمحے وہ خود اس حرکت کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اسی طرح بچے کو بعض اوقات کوئی کام کرنے پر سزا دی جاتی ہے تو دوسری دفعہ وہی کام کرنے پر اسے کچھ بھی نہیں کہا جاتا بلکہ بعض اوقات اسے انعام اور شاباش سے بھی نوازا جاتا ہے۔ جس سے بچہ اپنے لئے مناسب اخلاقی اقدار وضع کرنے میں ناکام رہتا ہے اور مستقل کشمکش میں رہتا ہے اور سمجھ نہیں پاتا کہ آخر اچھا کیا ہے اور برا کیا ہے۔ بعض اوقات ایسے بچے نہ صرف ڈھیٹ ہو جاتے ہیں بلکہ بہت ممکن ہے کہ آگے چل کر یہ بچے جرائم کی راہ اختیار کر لیں۔

اکثر بچے جب کوئی سوال پوچھتے ہیں تو والدین ان کی حوصلہ شکنی کر دیتے ہیں۔ بچے کے معصوم ذہن کے لئے بعض عام سی باتیں بھی معمہ ہوتی ہیں جن سے انہیں تشویش رہتی ہے اور بچے جب کوئی سوال لے کر والدین کے پاس جاتے ہیں تو ان کے پاس "میں مصروف ہوں" کے سوا کوئی جواب نہیں ہوتا۔ بعض اوقات والدین بچے کو نصیحت کرنے کے لئے خصوصی اہتمام کرتے ہیں اور بہت صوفیانہ انداز میں بچے کو سمجھاتے ہیں کہ "دیکھو جھوٹ بولنا بری بات ہے اس سے گناہ ہوتا ہے اس سے بچنا چاہئے وغیرہ وغیرہ" مگر یہ صرف زبانی نصیحت ہوتی ہے اکثر والدین اپنے کردار و عمل سے اس کے برعکس مظاہرہ کرتے ہیں اور خود نہایت اعتماد سے جھوٹ بول جاتے ہیں۔ اسی طرح بعض اوقات باپ بچے کو کسی بات کا مطلب کچھ بتاتا ہے اور ماں کچھ اور، اسی طرح بعض ماں باپ آپس کی ضد میں بچے کو دو بالکل مختلف کام کرنے کا حکم دیتے ہیں، بچے کی سمجھ سے بالاتر ہوتا ہے کہ ماں کی بات مانی جائے یا باپ کی۔ ایسا بچہ بڑا ہو کر جذباتی طور پر پریشان حال رہتا ہے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ والدین بچے کے لئے ایک ماڈل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ باپ بچے کے لئے بہت اہم شخصیت ہوتی ہے۔ کسی چیز کو والدین جس طرح سوچتے، دیکھتے اور محسوس کرتے ہیں بچہ بھی اسی کی نقل کرتا ہے۔ جس طرح کا طرزِ عمل والدین کا ہوگا۔ بچہ بھی وہی راہ اختیار کرے گا۔ وہ والدین جو زندگی کے مسائل سے صحیح طرح نبرد آزما نہیں ہو سکتے بلکہ اپنی غلطیوں کا ذمہ دار کسی اور کو ٹھہراتے ہیں، وہ والدین جو گھر کی فضا کو لڑائی جھگڑے سے بھرپور رکھتے ہیں،

باقی صفحہ ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عبدالرزاق ابن مکرم رانا عبدالباسط صاحب
ڈسکہ کوٹ ضلع سیالکوٹ

واقفینِ نو

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام واقفینِ نو کو صحت و تندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے اور وہ بڑے ہوکر خود اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

باسل احمد طارق ابن مکرم بخت بیدار طارق صاحب
دارالرحمت غربی ربوہ

عائشہ روحی بنت مکرم چوہدری اسحاق احمد صاحب
فتح کلاس ضلع شیخوپورہ

عطیۃ الرزاق بنت مکرم شجاع الدین ریحان لغاری
سوہنی پورہ کالونی سرگودھا

ثناء ارشد ابن مکرم محمد ارشد صاحب
مقام حیات سرگودھا

مدثر احمد ابن مکرم منور احمد ندیم صاحب
دارالنصر شرقی ربوہ

عائشہ رضوانہ بنت مکرم محمد اکرم صاحب
دارالرحمت غربی ربوہ

ضیاء الدین احمد ابن مکرم شجاع الدین ریحان لغاری
سوہنی پورہ کالونی سرگودھا

رضوانہ مظفر بنت مکرم مظفر احمد خالد صاحب
دارالنصر شرقی ربوہ

بشارت احمد ابن مکرم مبارک احمد صاحب کاٹھگڑھی
دارالیمن شرقی ربوہ

ابراہیم احمد ابن مکرم فہیم احمد صالح صاحب
شاہ تاج شوگر ملز منڈی بہاؤالدین

جنید نواز ابن مکرم شوکت نواز صاحب
جرمنی

شکریہ اختر بنت مکرم مختار احمد بھٹی صاحب
دارالنصر شرقی ربوہ

سعدیہ بشیر بنت مکرم بشیر احمد صاحب
پڈعیدن ضلع نواب شاہ

اسد اللہ احمد ابن مکرم مرزا مسعود احمد صاحب
سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

نوید احمد بٹ ابن مکرم احمد محمود بٹ صاحب
توصیف مارکیٹ ڈسکہ

عطاء الخالق ورک ابن مکرم ناصر احمد صاحب ورک
دارالعلوم جنوبی ربوہ

عامر محمود ابن مکرم عطاء اللہ صاحب
دارالیمن شرقی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ: صـ۶ سے آگے

وہ والدین جو منشیات کا استعمال کرتے ہیں اور وہ والدین جو اخلاق سے گرا ہوا کام کرتے ہیں دراصل وہ بچے کو وراثت میں نہایت پست اخلاقی اقدار دیتے ہیں اور یوں یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ کس طرح جرائم، ذہنی امراض اور دوسرے غیر اخلاقی اعمال نسل در نسل منتقل ہوتے ہیں۔ البتہ یہ بھی ممکن ہے کہ ایک منفی طرز عمل بچے کے لئے منفی حیثیت بھی رکھے۔ والدین میں سے اگر ایک منفی کردار رکھتا ہو اور دوسرا ذہانت سے بچے پر یہ واضح کر دے کہ یہ برا عمل ہے تو اس طرح بچہ منفی ماڈل سے مطابقت اختیار کرنے سے گریز کرتا ہے۔

یہ چند ناگزیر تربیت کے طریقے ہیں۔ جو بچوں کی زندگیوں پر بہت اہم اثر رکھتے ہیں والدین سے گزارش ہے کہ وہ اپنا محاسبہ کریں اور جائزہ لیں کہ کیا وہ اپنے بچوں کی تربیت صحیح طریقے سے کر رہے ہیں یا کسی قسم کی کوتاہی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ والدین کو یہ جان لینا چاہیئے کہ بچوں کی معصوم سی دنیا میں ان کا کردار بہت اہم ہے۔

بقیہ: صـ۵ سے آگے

تھا اس میں میرے مدِ نظر یہ بات تھی کہ اگر جماعت بغیر بچت کرنے کے چندوں میں زیادتی کرتی جائے گی تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ کمزور ہوتی جائے گی اس لئے میں نے سوچا کہ ان میں کفایت شعاری کا مادہ پیدا ہو۔"

تحریک جدید کی ریڑھ کی ہڈی

"اچھی طرح یاد رکھو کہ سادہ زندگی اس تحریک کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی طرح ہے۔ اس میں غریبوں کا امیروں کی نسبت زیادہ فائدہ ہے کیونکہ وہ جو کچھ جمع کریں اپنی ضرورت کے لئے کریں گے۔ اور اس طرح امراء کو بھی اس سے فائدہ ہے۔ اگر کوئی مصیبت کا وقت آجائے تو اس وقت پس انداز کیا ہوا سرمایہ ان کے کام آئے گا۔"

لباس کا معاملہ غیر معمولی آرائش و زیبائش اور کثیر روپیہ کا استعمال اس دور میں فیشن بن چکا ہے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں۔

لباس

"لباس کے متعلق عام ہدایات یہ ہیں کہ جن لوگوں کے پاس کافی کپڑے ہوں وہ ان کے خراب ہو جانے تک اور کپڑے نہ بنوائیں۔"

ڈاکٹروں کا فرض

"اگر ہماری جماعت کے ڈاکٹر یہ عہد کر لیں کہ علاج میں ایسے غیر ضروری مصارف نہیں ہونے دیں گے اور جماعت کے لوگ یہ کوشش کریں اپنے طبیبوں سے ہی علاج کروائیں گے تو پچاس ہزار روپیہ سالانہ کی بچت ہو سکتی ہے۔"

صدر صاحبان متوجہ ہوں

بوقت منظوری وصیت کنندہ کی قبل از وصیت اخلاقی و دینی حالت کے علاوہ قبل از وصیت مالی حالات کو بھی اس نقطہ نظر سے مدِ نظر رکھا جائے گا کہ نمایاں مالی قربانی کا عنصر اور روح وصیت کی روح مجروح نہ ہوتی ہو۔
(سیکرٹری مجلس کارپرداز)

معلمین کی ضرورت ہے

ایسے احباب جماعت جن کو خدمت دین کا شوق ہے وہ اپنی درخواستیں مقامی جماعت کے صدر صاحب کی تصدیق سے دفتر وقف جدید کے نام ارسال کریں۔ جس میں اپنے کوائف نام۔ ولدیت۔ عمر۔ تعلیم۔ سکونت درج ہوں۔

ناظم ارشاد۔ وقف جدید

خبریں

ملکی خبریں

○ چیف آف سٹاف جنرل مرزا اسلم بیگ نے کہا ہے کہ بھارتی فوجیں سرحدوں پر تیار کھڑی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستانی فوج دشمن کی ہر حرکت پر کڑی نگاہ رکھے ہوئے ہے۔ حملے کی ہر کوشش ناکام بنا دی جائے گی۔

○ صدر پاکستان نے ایک آرڈی ننس جاری کیا ہے جسکے تحت قتل کے جرم میں سزائے موت کی معافی صرف مقتول کے وارثوں کی مرضی سے ہوگی۔

○ گوجرانوالہ کے ڈپٹی کمشنر کو رشوت لینے کے الزام میں معطل کر دیا گیا ہے۔ یہ معطلی وزیر اعلیٰ پنجاب غلام حیدر وائیں کے حکم پر عمل میں آئی ایک ایم پی اے نے شکایت کی تھی کہ ڈی سی مذکور نے ان سے رشوت لی ہے۔

○ وزیر اعلیٰ پنجاب نے طلبہ کے خلاف قائم مقدمے ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

○ پاکستان اور امریکہ کے درمیان مذاکرات میں کوئی پیش رفت نہیں ہوئی۔ سیکرٹری خارجہ نے کہا ہے کہ نہ میں بہت پُر امید ہوں اور نہ مایوس ہوں۔ یہ مذاکرات امریکی امداد کی بحالی کے موضوع پر ہو رہے ہیں

○ وفاقی وزیر مسٹر اعجاز الحق نے کہا ہے کہ حکومت پاکستان کویت میں پاکستانی متاثرین کا نقصان پورا کرنے کیلئے عراقی حکومت پر دعویٰ دائر کرے گی۔

○ بھارت نے آزاد کشمیر کے ساتھ تمام سرحد بند کر دی ہے۔

○ جھنگ میں نوجوانوں کے ایک گروہ نے پولیس کی بکتر بند گاڑی پر فائرنگ کی جس کے جواب میں پولیس نے آنسو گیس چلائی۔ کئی گولے شہریوں کے گھروں میں گرے۔

○ صدر نے ایک آرڈی ننس کے ذریعے پاکستان ٹیلی کمیونی کیشنز کارپوریشن کے قیام کا اعلان کر کے اس ادارہ کو خود مختار بنا دیا ہے۔

○ لاہور کی ایک خصوصی عدالت نے انگریزی اخبار فرنٹیئر پوسٹ کے ایڈیٹر اور چیف رپورٹر کو توہین عدالت کے الزام میں سزائیں سنا دیں۔

غیر ملکی خبریں

○ چین کے وزیر خارجہ مسٹر کیان کی چن نے کہا ہے کہ ان کا ملک روس کے ساتھ قریبی تعلقات کا خواہشمند ہے انہوں نے کہا کہ دونوں ملکوں کے درمیان اچھے تعلقات وقت کی ضرورت ہیں۔

○ کشمیری حریت پسندوں کے کاروانِ حیدر ونگ کے مجاہدین نے بھارتی فوجیوں پر راکٹ لانچروں سے حملہ کر کے ۲۵ بھارتی فوجیوں کو ہلاک اور ۱۵۰ کو زخمی کر دیا جبکہ کئی گاڑیاں تباہ ہو گئیں عینی شاہدوں کے بیان کے مطابق حریت پسندوں اور بھارتی فوج کے درمیان ۱۰ گھنٹوں تک جھڑپ جاری رہی۔

○ امریکہ کے صدر بش نے کہا ہے کہ مذاکرات کے لئے عراقی رویہ افسوسناک ہے۔ انہوں نے امریکی وزیر خارجہ کے ۱۲ جنوری کو بغداد میں دورے کی تاریخ کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ مسٹر جیمز بیکر ۳ جنوری کے بعد کسی بھی دن بغداد جانے کے لئے تیار ہیں۔

○ بھارت میں جاری فسادات پر بی بی سی نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ فسادات کی خبریں سُن کر یقین نہیں آتا کہ ہمسایہ اپنے ہمسایہ کو صرف اس وجہ سے قتل کر دے کہ وہ کسی جگہ اس کے مذہب والوں کو قتل کیا گیا ہے۔

○ سوویت جمہوریہ جارجیا میں فسادات کے نتیجہ میں ۳ افراد ہلاک ہو گئے ہیں۔

دانتوں کا معائنہ مفت
احمد ڈینٹل کلینک
طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ
اوقات کار: ۳ ½، شام تا ۷ بجے
ڈینٹسٹ۔ رانا مدثر احمد

قدرت ثانیہ کے مظہر اوّل کے مشہور شاگرد
حضرت حکیم نظام جان کا
مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)
بے اولاد۔ نرینہ اولاد سے محروم
اٹھراء۔ بچوں کا سوکھا پن
ربوہ: فون ۹۰۶، قلعہ کالروالہ،
لاہور، ملتان، کراچی
گوجرانوالہ: فون ۴۸۴۴۲